جمعۃ المبارک: سید الایام

خالد اقبال جیلانی

اللہ نے اپنے فضل وکرم سے ہمیں چند ایسے ماہ وایام عطا فرمائے ہیں کہ جن کے آتے ہی ہمارے روز وشب کا رنگ بدل جاتا ہے اور ہماری زندگیوں میں چاہے وقتی ہی سہی ایک ایسی تبدیلی رونما ہو جاتی ہے کہ جس کے زیر اثر کمزور سے کمزور ایمان اور بدتر سے بدتر کردار کے مسلمان کی زندگی میں بھی اسلامی احکام وتعلیمات کا کوئی نہ کوئی جزو، حصہ، اصول یا طریقہ عمل کا روپ دھار لیتا ہے۔

ایسا ہی ایک رحمت و برکت والا مہینہ رمضان شریف اور دن جمع المبارک بھی ہے۔ اسلام سے پہلے قریش کے ہاں مکہ کے سردار، روسا اور اکابرین ہفتہ میں ایک دن مکہ کی مرکزی سرکاری عمارت "دارالندوۃ" میں جمع ہوتے تھے۔ "دارالندوۃ" مکہ کی گویا مشاورت گاہ یا پارلیمنٹ ہاؤس کا درجہ رکھتی تھی۔ جس میں یہ لوگ اس روز اہم قومی امور پر مشاورت کرتے۔

زمانہ جاہلیت میں ہفتہ کے اس دن کو اہل عرب "یوم عروبہ" کہا کرتے تھے یعنی جمع ہونے کا دن بعد میں مشہور عرب سردار کعب بن لوی نے عروبہ کا نام تبدیل کر کے "جمعہ" کر دیا۔ ایک دوسری روایت کے مطابق اسلام میں جب اس دن کو مسلمانوں کے اجتماع اور عبادت کا دن قرار دیا گیا تو اس کا نام جمعہ رکھا گیا اور یوں جمعہ شعارِ اسلام قرار پایا اور ایک خالص اسلامی اصطلاح کی حیثیت سے معروف ہوا، جس کا پسِ منظر کچھ یوں ہے کہ یہودیوں کے ہاں سنیچر کا دن (یوم السبت) عبادت کیلئے مخصوص تھا، کیوں کہ اسی دن اللہ نے بنی اسرائیل کو فرعون کی غلامی سے نجات بخشی تھی، عیسائیوں نے اپنے آپ کو یہودیوں سے ممیّز کرنے کیلئے اتوار کا دن از خود مقرر کر لیا۔ حالانکہ اس کا حکم نہ تو حضرت عیسی نے دیا اور نہ ہی انجیل میں کہیں اس کا ذکر ہے۔

جمعہ کا دن اللہ تعالی کے نزدیک تمام دنوں میں افضل اور ممتاز ہے، اسی لئے اسے تمام دنوں کا سردار بھی کہا جاتا ہے۔ اس کی سب سے اہم، امتیازی فضیلت واہمیت یہ ہے کہ اللہ تعالی نے اسے مسلمانوں کی سب سے بڑی اجتماعی عبادت کا دن قرار دیا اور مسلمانوں کو حکم دیا کہ وہ اس دن کسی مرکزی مقام پر جمع ہو کر ایک عظیم جماعت بنا کر نماز ادا کریں۔ قرآن کریم میں ایک مکمل سورت سورہ جمعہ کے نام سے موسوم کی گئی اور اسی سورۃ میں جمعہ کی فرضیت کا حکم آیا۔ "مومنو! جب جمعہ کے دن جمعہ کیلئے اذان دی جائے تو اللہ کے ذکر کیلئے دوڑ جایا کرو اور خرید وفروخت کو چھوڑ دو، یہ تمہارے حق میں بہتر ہے اگر تم سمجھ سے کام لو"۔ ذکر اللہ سے مراد خطبہ اور نماز ہے اور ذکر اللہ کے لئے دوڑنے سے مراد اہتمام اور توجہ کے ساتھ جلد از جلد پہنچنے کی کوشش کے ہیں اور اس غیر معمولی تاکید کی حکمت یہ ہے کہ دیگر عام نمازیں تو جماعت کے بغیر بھی پڑھی جاسکتی ہیں، وقت نکل جانے کے بعد قضا بھی پڑھی جاسکتی ہیں، لیکن نمازِ جمعہ نہ تو بغیر جماعت پڑھی جاسکتی ہے اور نہ ہی وقت نکل جانے کے بعد اس کی قضا ہو سکتی ہے، اس لئے اذان سننے کے بعد یہ ہرگز بھی جائز نہیں ہے کہ کوئی مومن خرید وفروخت میں لگا رہے یا کسی اور مشغولیت کی طرف توجہ دے۔ حقیقت یہ ہے کہ ان چند لمحوں میں اللہ کے حضور قیام، رکوع اور سجدہ ریزی اور اللہ کے ذکر میں مشغول رہنے کا لازوال فائدہ دنیاوی مصروفیات اور کاروبار کے مختصر اور ناپائیدار فائدے سے کہیں زیادہ ہے، بشرطیکہ آدمی علم وشعور سے کام لے۔ اسی لئے نبی کریمؐ نے جمعہ کے دن کو مسلمانوں کی عید قرار دیا۔ متعدد احادیث میں اس دن کی اہمیت اور فضیلت کو بیان کیا گیا ہے۔ ایک بار جمعہ کا خطبہ دیتے ہوئے آپؐ نے فرمایا "مسلمانو! یہ وہ دن ہے جسے اللہ نے تمہارے لئے عید کا دن بنایا ہے۔ لہٰذا تم اس دن غسل ضرور کرو اور جسے خوشبو میسر ہو تو کیا حرج ہے، اسے استعمال کرے اور دیکھو مسواک ضرور کیا کرو۔

ایک حدیث میں آپؐ نے فرمایا "جمعہ کا دن سارے دنوں میں افضل اور ممتاز ہے۔ اللہ کے نزدیک اس دن کا مرتبہ تمام دنوں سے زیادہ ہے یہاں تک کہ اس کا مرتبہ عید الاضحیٰ اور عید الفطر سے بھی زیادہ ہے، اس دن میں پانچ ایسی خوبیاں ہیں جو اور دنوں میں نہیں "۔ (ابنِ ماجہ) (حضرت ابوہریرہ کی روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا جس شخص

نے غسل کیا اور جمعہ کی نماز کیلئے آیا مقدور بھر نماز ادا کی اور خطبہ سے فارغ ہونے کے بعد خاموش رہا، پھر امام کے ساتھ نماز ادا کی، اس کی اس جمعہ سے دوسرے جمعہ تک کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں، بلکہ مزید) آئندہ (تین دن کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ (صحیح مسلم)

اس روایت پر غور کریں تو معلوم ہوگا کہ جس طرح کسی گھڑی کا صحیح وقت بتانا اس بات کا ثبوت ہوتا ہے کہ اس کے سارے پرزے درست ہیں اور اس میں خرابی نہیں، ٹھیک اسی طرح کسی مومن بندے کا نیک عمل اس کے دین وایمان کی صحت ودرستی کی علامت ہوا کرتا ہے۔ شرط یہ کہ وہ عمل صحیح معنوں میں اپنے ظاہر و باطن کے لحاظ سے نیک ہو۔ کسی عمل کے زیرِ اثر آدمی کی پوری شخصیت آتی ہے۔ عمل آدمی کی پوری شخصیت کا ترجمان اور آئینہ دار ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ ایک بڑے سے بڑا گناہ گار بھی اگر سچے دل سے اپنے رب کی جانب رجوع کرے تو وہ ایک لمحہ میں دوزخ کے دروازے سے جنت کے دروازے پر آ کر کھڑا ہو جاتا ہے، پلک جھپکتے میں کچھ سے کچھ ہو جاتا ہے۔ نماز جمعہ کے اجتماع میں حاضری ایک بڑا عمل ہے جو دینی احساس وشعور اور شعارِ امت کی علامت ہے۔ صدق دل کے ساتھ جمعہ میں حاضر ہونا اسلامی زندگی کی صحت ودرستگی کی نشاندہی بھی کرتا ہے۔

یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ آدمی اللہ کا سچا فرماں بردار بندہ ہے، اگر گزشتہ چھ دنوں میں اس سے خطائیں بھی سرزد ہوئی ہوں تو اب وہ خطائیں اس کے ساتھ لپٹی ہوئی نہیں ہیں پچھلے جمعہ میں حاضری کے وقت اس کی جو حالت تھی، آج وہ اس سے بہتر حالت میں ہے۔ اگر بلا کسی عذر کے جمعہ میں حاضر نہ ہوتا تو یہ اس بات کا ثبوت ہوتا کہ یہ شخص اس سے بالکل مختلف ہے جو گزشتہ جمعہ کو تھا جمعہ درحقیقت پورے ہفتے کے حساب کا دن ہوتا ہے جو شخص جمعہ میں حاضر ہی نہیں ہوتا، وہ اپنا حساب اپنی گردن پر لئے ہوتا ہے، وہ ایک بھاری بوجھ کے نیچے دبا ہوا ہوتا ہے، لیکن اسے اس کی خبر ہی نہیں ہوتی کہ اس کی اندرونی کیفیات تبدیل ہو رہی ہے۔ ابوداؤد ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، وغیرہ کی درج ذیل روایات کا مفہوم یہی ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا "جو شخص تین جمعہ سستی کی وجہ سے چھوڑ دے، اللہ اس کے دل پر مہر لگا دیگا، جو تین جمعہ بلا عذر چھوڑے وہ منافق ہے، جو تین جمعہ پے در پے چھوڑ دے، وہ منافقوں میں لکھ دیا گیا، جو تین جمعہ پے در پے چھوڑ دے، اس نے اسلام کی پیٹھ میں چھرا گھونپ دیا"۔ نماز جمعہ کی اہمیت کا اندازہ اس فرمانِ نبوی سے بخوبی ہو جاتا ہے کہ "میرا جی چاہتا ہے کہ اپنی جگہ کسی کو نماز پڑھانے کیلئے کھڑا کروں اور خود جا کر ان لوگوں کے گھروں کو آگ لگا دوں جو جمعہ کی نماز میں آنے کے بجائے گھروں میں بیٹھے رہتے ہیں۔ (مسلم و بخاری) جمعہ سے مقصود دراصل مسلمانوں کا اجتماع ہے، تاکہ تمام امت کے لوگ اس دن اپنے اپنے علاقوں میں کسی مرکزی مقام پر جمع ہو کر ایک دوسرے کے حالات سے آگاہی حاصل کریں۔ اگر امت کو کوئی اہم مسئلہ درپیش ہے تو اس پر مشاورت کریں اور خطبہ جمعہ میں اس کا حل پیش کرنے کے ساتھ ساتھ آئندہ ہفتے کی انفرادی واجتماعی زندگی کے لئے احکاماتِ خدا وندی بھی دے دیئے جائیں، نیز نماز جمعہ کے اجتماعات میں اللہ کے حضور جھکنا اور سجدہ ریز ہونا اس حقیقت کا مظاہرہ ہے کہ ہم اس کے قوانین واحکام کی اطاعت کے لئے جمع ہوئے ہیں اور اسی مقصد کیلئے ہماری زندگی ہماری عبادات اور ہمارا مال وقف ہے۔

صلہ رحمی کثرتِ مال کا ذریعہ

محمد توحید رضا

انسان اپنے اہلِ عیال کے ساتھ خوش رہنے کے لئے ہر ممکن کوشش کرتا ہے اس کوشش میں کہیں نہ کہیں اپنے رشتہ داروں پڑوسیوں کے حقوق کو فراموش کرتا نظر آتا ہے اللہ تعالیٰ نے قرابت داروں کے ساتھ حسنِ سلوک کرنے نیز انکا خیال رکھنے کو اپنی رضا مندی کا ذریعہ بتایا اور قطعِ رحمی کو اپنی ناراضگی نیز روئے زمین پر ناکامی کا سبب بتایا ہے اللہ پاک نے سورہ نساء آیت نمبر ا پارہ چار ۴ میں فرمایا۔ اور اللہ سے ڈرو جس کے نام پر مانگتے ہو اور رشتوں کا لحاظ رکھو، جو کشادگی رزق چاہے اس کو چاہئے کہ صلہ رحمی کرے اور رشتہ داروں کے حقوق کی رعایت کرے، جو رشتہ کاٹے اور زمین میں فساد پھیلائے ان پر اللہ کی لعنت ہے اللہ پاک سورہ محمد پارہ ۲۶ آیت نمبر ۲۲ میں فرمایا ہے کہ تو کیا تمہارے یہ لچھن (انداز) نظر آتے ہیں کہ اگر تمہیں حکومت ملے تو زمین میں فساد پھیلاؤ اور اپنے رشتے کاٹ دو یہ ہیں وہ لوگ جن پر اللہ نے لعنت کی اور انہیں حق سے بہرا کر دیا اور ان کی آنکھیں پھوڑ دیں، بخاری شریف جلد دوم میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا، جو چاہے کہ اس کے رزق میں فراخی اور اس کی عمر میں درازی ہو تو اسے چاہئے کہ صلہ رحمی کرے، اس حدیث شریف میں مال دار بننے کا عمل بتایا گیا ہے اور ساتھ ہی ساتھ عمر میں برکت کا سبب بھی بتایا گیا آج مسلمانوں کا حال یہ ہے کہ رشتہ داروں سے اچھے سلوک کرنے ان کو گاہے بگاہے تحفہ وتحائف دینے ان کی مالی مدد کرنے کے بجائے اپنے دوست واحباب وغیرہ کا خیال کرتے ہیں جب کہ رسول اللہؐ نے واضح لفظوں میں بتا دیا کہ رزق میں فراخی اور عمر میں برکت رشتہ داروں کے ساتھ اچھے سلوک سے ہی ہوگی مسلمانوں ذرا تجربہ کر کے دیکھو انشاء اللہ مالا مال ہو جاؤ گے پھر بخاری شریف میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولؐ نے فرمایا، بدلہ چکانے والا صلہ رحمی کرنے والا نہیں ہے، صلہ رحمی کرنیوالا وہ ہے کہ جب اس سے رشتہ داری توڑی جائے تب بھی وہ صلہ رحمی کرے۔ اس حدیث مبارکہ سے یہ بات واضح ہوئی کہ رشتہ داروں سے ہمارا رشتہ کسی بھی قیمت پر ٹوٹنے نہ پائے اگر کوئی رشتہ دار ہم سے اچھا سلوک کرے اور ہم بھی اچھا سلوک کریں تو یہ اچھی بات ہے لیکن صحیح معنوں میں صلہ رحمی یہ ہے کہ اگر ہمارا رشتہ دار ہم سے اچھا سلوک نہ بھی کرے تب بھی ہم اس سے اچھا سلوک کریں انشاء اللہ اس کی برکتیں نظر آئیں گی، بخاری شریف جلد دوم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مصطفیٰ جانِ رحمتؐ نے فرمایا، رحم، رحمٰن سے نکلا ہے لہٰذا خدائے پاک نے اس کو کہہ دیا ہے جو تجھے جوڑے گا میں اس سے لگاؤ رکھوں گا اور جو تجھے توڑے گا میں اسے چھوڑ دوں گا، اللہ عزوجل نے رشتہ توڑنے والوں پر کتنا جلال فرمایا کہ جو رشتہ توڑے گا میں اسے چھوڑ دوں گا اور جو رشتہ جوڑے گا یعنی رشتہ داروں سے بنائے رکھے گا میں اس کو رحمت میں پناہ عطا فرماؤں گا، اگر اللہ تعالیٰ کسی کو چھوڑ دے تو اس کو کون پناہ دے سکتا ہے، اللہ تعالیٰ جسے نبھالے اسے کسی کے چھوڑنے نہ چھوڑنے سے کیا فرق پڑے گا، لہٰذا اگر ہم یہ چاہتے ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہم کو نبھالے تو ہمیں چاہئے کہ رشتہ داروں سے ہمیشہ اچھے تعلقات قائم رکھیں اللہ پاک ضرور ہم کو نبھالے گا، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسولؐ نے فرمایا کہ تم لوگ اپنے نسبوں کو یاد رکھو جس سے اپنے رشتہ داروں کے ساتھ اچھا سلوک کرتے رہو کیونکہ رشتہ داروں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا خاندان میں، محبت، مال میں کثرت، اور عمر میں برکت عطا کرتا ہے، حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے، آپ فرماتی ہیں کہ قریش سے معاہدے کے دنوں میں میری والدہ میرے پاس آئیں اور ضرورت مند ہیں تو کیا میں ان سے صلہ رحمی کروں؟ سرکار رحمت عالمؐ نے فرمایا، ہاں ان سے صلہ رحمی کرو (مشکوٰۃ ص ۴۱۸) مذکورہ حدیث پاک سے ماں کی عظمت کا پتہ چلتا ہے اور ان کے حقوق کا بھی اندازہ ہوتا ہے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی والدہ جب کافرہ تھیں اس وقت بھی حضورؐ نے ان کی ضروریات پوری کرنے کی اجازت دی اور آج حال یہ ہے کہ ماں مسلمان اور پرہیزگار بھی ہے جب بھی اس کی ضروریات کا خیال نہیں رکھتے اسلام یہ نہیں کہتا کہ بیوی کا خیال نہ رکھو، ضرور رکھو لیکن ماں کو نظر انداز نہ کرو اگر سب کے حقوق صحیح طور پر ادا کئے جائیں تو گھر کے اندر اور باہر، ہر جگہ اطمینان وسکون ہی نظر آئے گا اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے رحمتوں کا نزول بھی ہوگا اور الترغیب والترہیب جلد دوم میں حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسولؐ نے ارشاد فرمایا، جو شخص یہ چاہے کی اس کی عمر میں زیادتی اور اس کی رزق میں گشادگی کر دی جائے اور اس کو بری موت سے محفوظ کر دیا جائے تو وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرے اور صلہ رحمی کرے، اور الترغیب والترہیب ہی میں ہے جس کے راوی حضرت انسؓ ہیں انہوں نے حضورؐ کو فرماتے ہوئے سنا ترجمہ: بیشک صدقہ وصلہ رحمی کے ذریعہ اللہ تعالیٰ عمر میں زیادتی فرماتا ہے، بُری موت سے حفاظت فرماتا ہے اور دُکھ مصیبت دور فرماتا ہے، صدقہ وصلہ رحمی کے عوض میں عمر میں اضافہ ہوتا ہے اور بُری موت سے حفاظت کے ساتھ، دُکھ اور مصیبت کی دوری کا علاج بھی ہے پتہ چلا کہ عمل ایک ہے لیکن فوائد بے شمار، ہمیں چاہئے کہ آج ہی عہد کر لیں کہ ہم رشتہ داروں کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آئیں گے۔ حضرت درہ بنت ابولہب رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، آپ کہتی ہیں کہ میں نے رسولؐ کی خدمت بابرکت میں عرض کیا یا رسول اللہ سب سے اچھا انسان کون ہے، تو آقائے کائناتؐ نے فرمایا جو سب سے زیادہ رب تعالیٰ سے ڈرے اور سب سے زیادہ صلہ رحمی کرے اور نیکیوں کا حکم دے اور برائیوں سے روکے، آج مال وزر کی فراوانی اقتدار اور شہرت کے باوجود ہم کو برا سمجھا جاتا ہے وجہ کیا ہے اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ رسولؐ نے جن خوبیوں کی بنیاد پر انسان کو سب سے اچھا انسان کہا وہ خوبیاں ہمارے اندر نہیں ہیں وہ خوبیاں یہ ہیں (۱) خوفِ خدا رکھنا (۲) رشتہ داروں کے ساتھ سب سے زیادہ حسن سلوک کرنا (۳) نیکیوں کا حکم دینا (۴) برائیوں سے منع کرنا۔ کیا ان خوبیوں کو ہر امیر وغریب اختیار نہیں کر سکتا یقیناً اختیار کر سکتا ہے بس عملی جامہ پہنانے کی ضرورت ہے پھر دیکھئے اللہ عزوجل کتنی عزت عطا فرماتا ہے اللہ ورسولؐ کی اطاعت ہی میں دنیا وآخرت کی کامیابی وکامرانی پنہاں ہے۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسولؐ نے فرمایا، تین آدمی جنت میں داخل نہیں ہوں گے (۱) شرابی (۲) رشتہ کو توڑنے والا (۳) جادوگر۔ اس حدیث پاک میں جن تین لوگوں کا ذکر ہے وہ شراب پینے والے رشتہ توڑنے والے اور جادوگر ہیں۔ شراب نوشی کی وجہ سے گھر کا سکون تباہ وبرباد ہو جاتا ہے ٹوٹے ہوئے رشتہ کی وجہ سے ایک دوسرے کے دل میں کدورت اور نفرت پیدا ہو جاتی ہے اور نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ دو خاندانوں کا سکون واطمینان غارت ہو جاتا ہے اور جادوگر کی تباہی تو روشن ہے کہ وہ کسی نہ کسی کو تباہ وبرباد کرتا ہی ہے آج بے شمار لوگ جادو کی وجہ سے تباہ وبرباد ہو رہے ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان برے اعمال کے مرتکب لوگوں کے بارے میں فرما دیا کہ یہ جنت میں داخل نہیں ہو سکتے اللہ پاک ہم سب کو برے اعمال سے بچائے۔

نعتِ رسولؐ

جب تک نہ بلائیں گے نبی جا نہ سکو گے
دولت سے مدینے کی ہوا کھا نہ سکو گے
اللہ نہ چاہے تو مرے دوست نبی کا
تم نام بھی ہونٹوں پہ کبھی لا نہ سکو گے
جو آلِ نبی پھیر لیں شفقت کی نگاہیں
تم خود کو اک انسان بھی کہلا نہ سکو گے
ہے دوستو ذاتِ نبی ایمان ہمارا
اب راہ نبی سے ہمیں بہکا نہ سکو گے
فرمانِ خدا ہے مرے محبوب سے کٹ کر
تم کچھ بھی کرو مجھ کو مگر پا نہ سکو گے
دنیا میں کوئی کچھ نہیں سرکار ہیں سب کچھ
اس سچ کو کسی طور بھی جھٹلا نہ سکو گے
پھر نام تمہارا لبِ آقا پہ ہو کیونکر
تم ان کو درود اپنا جو پہنچا نہ سکو گے
سرکار نہ چاہیں تو "ذکی "نعت کے اشعار
کہنا تو بہت دور ہے تم گا نہ سکو گے

ذکی طارق بارہ بنکوی

اسلام میں ماں کا مقام ومرتبہ

ڈاکٹر حافظ کرناٹکی

یہ اللہ کا بڑا اکرم ہے کہ اس نے زمین وآسمان بنایا اور پھر زمین وآسمان اور اس کے درمیان وہ ساری چیزیں بنائیں جو انسانی زندگی اور بقا کے لئے ضروری تھیں۔ اللہ نے یوں تو انسانوں کو اتنی ساری نعمتوں سے نوازا ہے کہ اس کا حساب لگایا ہی نہیں جا سکتا ہے۔ اللہ نے انسانوں کو جو قیمتی تحفے دیے ہیں، ان میں بالخصوص ماں، اور بچہ سب سے انمول اور سب سے قیمتی تحفے ہیں۔ ماں ایک ایسی پاکیزہ ہستی ہے جس کے ہونے سے ہی ساری کائنات پرنور نظر آتی ہے۔ اس کے وجود سے سارا سنسار گل گلزار معلوم ہوتا ہے۔ اور جب وہ نہیں رہتی ہے تو بھرا بھرا گھر بھی ویران معلوم ہونے لگتا ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ گھر میں بھلے سے سارے رشتے داروں کا جمگھٹا ہو اور ماں نہ ہو تو گھر میں ایک خاص طرح کی ویرانی اور خالی پن کا احساس بھر جاتا ہے۔ کہنے کا مطلب یہ کہ ماں کا وجود بذات خود ایک کائنات ہے۔ اس کے دم سے زندگی کے چہرے پر بہار ہے۔ اگر گھر میں کوئی نہ ہو صرف ماں ہو تب بھی گھر شاد وآباد نظر آتا ہے۔ ماں کے بغیر گھر کا کونا کونا سونا اور آنگن ومنڈیر ویران نظر آتا ہے۔

ماں کے چہرے پر ہر وقت ممتا کی مسکان، شفقت کا نور، ایثار کا گہرا رنگ، خلوص کی چاندنی اور تحفظ کے خوشبو کا احساس موجیں مارتا نظر آتا ہے۔ ماں کو محبت سے دیکھنے میں ایک طرف حج کے برابر ثواب ملتا ہے تو سچ یہ ہے کہ ماں کا چہرہ دیکھ کر بجھا ہوا دل جی اٹھتا ہے۔ دل میں مسرت اور راحت کی گھنٹیاں بجنے لگتی ہیں۔ چہرے پر بشاشت آ جاتی ہے اور ہر فکر اور تردد کا احساس یکسر مٹ جاتا ہے۔ بڑے خوش نصیب ہیں وہ لوگ جنہوں نے اپنی ماں کی خدمت کی، اور ان کی دعائیں لیں۔ ایسے لوگوں کو اللہ کا شکر گزار ہونا چاہیے جنہیں اللہ نے اپنی ماں کے قدموں تلے موجود جنت سے لطف اندوز ہونے کی توفیق عطا کی اور دنیا وآخرت کو سنوارنے کا موقع عنایت کیا۔ ماں سچ مچ ایسی نعمت ہے جس کا کوئی بدل نہیں ہے۔

یہ ماں ہی ہے جس نے ولیوں کو اور پیغمبروں کو جنم دیا۔ وہ ماں ہی کی ہستی ہے جس نے اپنے نالائق بچوں کی غلطیاں معاف کر کے اسے سینے سے لگایا۔ دودھ کی شکل میں اپنا خون پلایا۔ وہ ماں ہی کی ہستی ہوتی ہے جو ہر دکھ اور درد میں اپنے بچوں کے لیے سراپا رحمت بن جاتی ہے۔

ہر ماں عورت ہوتی ہے۔ مگر سچ یہ بھی ہے کہ ہر عورت ماں نہیں ہوتی ہے۔ آدم کی اولاد ہونے کی وجہ سے سبھی آدم زاد اور آدمی کہلانے کے حقدار ہیں مگر ہر آدمی انسان نہیں ہوتا ہے۔ بالکل اسی طرح ہر عورت ماں نہیں بن پاتی ہے۔ ماں کے لیے ضروری ہے کہ وہ سراپا ممتا ہو۔ اسی لیے حضورؐ نے فرمایا کہ ماں اور باپ کے چہرے کو محبت اور شفقت سے دیکھنا ایک بڑی نیکی ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوا اور دریافت کیا کہ میری بھلائی اور حسن معاملہ کا سب سے زیادہ حقدار کون ہے؟ تو آپؐ نے فرمایا کہ تیری ماں اس شخص نے دوبارہ دریافت کیا اس کے بعد کون ہے تو رسولؐ نے فرمایا؛ تیری ماں۔ اس شخص نے پھر سوال کیا یا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اس کے بعد کون ہے؟ تو آپؐ نے فرمایا تیرا باپ۔

ماں کے ساتھ حسن سلوک پر زیادہ زور اس لیے دیا گیا کہ عام طور پر لوگ ماں کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔ حضرت معاویہؓ بن جاہمہ فرماتے ہیں کہ میرے والد جاہمہ نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس گئے اور کہا؛ اے اللہ کے رسول صلّی اللہ علیہ وسلّم میں جہاد پر جانا چاہتا ہوں۔ لہٰذا آپؐ سے مشورہ کا طالب ہوں۔ آپ کیا فرماتے ہیں، آپؐ نے پوچھا کیا تمہاری ماں زندہ ہے؟ انہوں نے کہا ہاں! وہ زندہ ہیں۔ حضورؐ نے فرمایا پھر تم ان کی خدمت میں لگے رہو۔ تمہاری جنت ان کے قدموں میں ہے۔

حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کو معلوم تھا کہ جاہمہ کی ماں زندہ ہے۔ اور ضعیف ہے، اور یہ کہ وہ ضعیف ماں بیٹے کی خدمت کی محتاج ہے جبکہ بیٹے کے دل میں اللہ کی راہ میں جہاد کرنے کا جذبہ موجیں مار رہا ہے۔ حضورؐ نے فرمایا کہ تمہارے جہاد کا میدان تو تمہارے گھر میں ہے۔ جاؤ اور ماں کی خدمت کرو، یہی تمہارا جہاد ہے۔

اللہ کے رسولؐ نے بہت واضح انداز میں اپنی امت کو بالخصوص اور بالعموم ساری بنی نوع انسانی کو والدہ محترمہ کی اہمیت، اس کے احترام اور اس کے ساتھ حسن سلوک کرنے کی برکتوں سے آگاہ کر دیا اور ساتھ ہی ان کے حقوق اور مرتبے سے بھی واقف کرا دیا۔ مسلمان جانتے ہیں کہ اللہ کی راہ میں جہاد اور شہادت کا بہت بڑا مقام ہے۔ اتنا بڑا کہ شہیدوں کو بغیر کسی حساب کتاب کے جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔ اس کے باوجود اللہ کے رسول نے جہاد کی خواہش رکھنے والے صحابہ کرامؓ میں سے کئی کو والدہ کی خدمت کرتے رہنے کا حکم دیا۔ گویا والدہ کی خدمت کرنا کسی بھی بڑے جہاد سے زیادہ بڑی نیکی اور خوش بختی کی بات ہے، یہ بات اکثر دیکھنے میں آئی ہے کہ کبھی کوئی بچہ بلک بلک کر رونے لگتا ہے اسے چپ کرانے کے لیے سارے رشتے دار کوششیں کرتے ہیں۔ اسے ہنسانے کی ہر ممکن کوشش کی جاتی ہے۔ سارے رشتے دار اپنی محبتوں اور شفقتوں کے دریا بہاتے ہیں مگر بچہ کا رونا کم نہیں ہوتا ہے۔ مگر اسی بچے کو جب اس کی اپنی ماں کی آغوش میں دے دیا جاتا ہے تو وہ نہ صرف یہ کہ خاموش ہو جاتا ہے بلکہ راحت بھری بہت ہی آسودہ سانس لیتا ہے۔ گویا اسے ساری کائنات مل گئی ہو۔ علامہ ابن جوزیؒ نے تحریر کیا ہے کہ؛ ’’ایک دن حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تبارک وتعالیٰ سے دریافت کیا کہ جنت میں میرا ساتھی کون ہوگا؟ اللہ تبارک وتعالیٰ نے جواب دیا ایک قصائی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا تجسس بڑھ گیا۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ سے اس قصائی سے ملنے کی خواہش کا اظہار کیا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی رہنمائی فرمائی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام اس قصائی سے ملنے اس کی دکان پر پہونچ گئے۔ شام کو قصائی نے اپنی دکان بند کرنے سے پہلے تھوڑا سا گوشت لیا اور گھر کی طرف روانہ ہوا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قصائی سے درخواست کی کہ وہ انہیں بھی ساتھ لے چلے۔ قصائی نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی درخواست قبول کر لی اور کہا کہ ٹھیک ہے، میرے ساتھ آ جاؤ۔ قصائی کو یہ معلوم نہ تھا کہ آپ اللہ کے پیغمبر حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں۔ قصائی اپنے گھر پہونچا تو اس نے اہتمام کے ساتھ گوشت پکایا اور پھر روٹی بنائی، گھر میں موجود ایک ضعیف بڑھیا کے پاس آیا اور اسے اٹھایا اس کے ہاتھ منہ دھلائے اور نوالے بنا کر نہایت محبت سے اس کے منہ میں ڈالنے لگا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس سے پوچھا یہ بزرگ اور ضعیف خاتون کون ہیں؟ اس قصائی نے جواب دیا یہ میری والدہ ہیں، میں ہر روز اسی طرح کھانا تیار کر کے اسے کھلاتا ہوں اور کھانا کھلانے کے بعد ان کا منہ صاف کرتا ہوں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دریافت کیا، کیا تمہاری بیوی یہ خدمت انجام نہیں دیتی ہے؟ اس قصائی نے جواب دیا یہ ذمہ داری میری ہے میری بیوی کی نہیں۔ یہ میری ماں ہے، اس نے مجھے جنا ہے، میری پرورش کی ہے، اس لیے اپنی والدہ کا سارا کام میں خود ہی کرتا ہوں اور ان کی خدمت کر کے راحت محسوس کرتا ہوں۔ کھانا کھانے کے بعد وہ ضعیف ونزار خاتون کچھ بولنے لگیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قصائی سے پوچھا یہ کیا کہہ رہی ہیں؟ قصائی نے کہا کہ یہ ایسے ہی الٹے سیدھے اور بے جوڑ الفاظ کہتی رہتی ہیں۔ یہ کہہ رہی ہیں کہ اللہ تعالیٰ تجھے جنت میں موسیٰ علیہ السلام کا ساتھی بنائے۔ ذرا آپ ہی غور کیجئے کہاں میں ایک معمولی سا قصائی اور کہاں اللہ کا برگزیدہ پیغمبر حضرت موسیٰ علیہ السلام۔ میری بھلا کیا حیثیت ہے کہ میں جنت میں موسیٰ علیہ السلام کا ساتھی بنوں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بتایا کہ میں نے اس کی ماں کی دعا اس کے بیٹے کے حق میں قبول کر لی ہے۔

ایک مرتبہ حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کو بتایا گیا کہ ایک شخص قریب المرگ ہے مگر اس کی زبان سے کلمہ جاری نہیں ہو رہا ہے۔ آپؐ اس کے پاس تشریف لے گئے اور دریافت فرمایا کہ اس کے والدین میں سے کوئی اس سے ناراض تو نہیں ہے؟ پتہ چلا کہ ماں ناراض ہے۔ آپؐ نے اس کی ماں کو بلایا اور پوچھا تم اپنے اس بیٹے سے ناراض ہو؟ اس نے کہا ہاں، میں اپنے اس بیٹے سے ناراض ہوں۔ حضورؐ نے دریافت کیا؛ کیوں ناراض ہو؟ تو اس نے جواب دیا؛ یہ نماز، روزہ، تلاوت سب کچھ کرتا ہے لیکن مجھ سے ہمیشہ سخت اور درشت لہجے میں بات کرتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ اسے معاف کر دو، اس نے کہا کہ نہیں میں اسے معاف نہیں کروں گی۔ آپؐ نے فرمایا؛ ’’آگ جلاؤ، میں اس کے بیٹے کو اس میں ڈال دوں، وہ کہنے لگی نہیں ایسا مت کرو، پھر آپؐ نے فرمایا تو ایسا کرو کہ اسے معاف کر دو۔ ورنہ یہ جہنم کی آگ میں جلے گا۔ اتنا سنتے ہی اس شخص کی ماں نے اسے معاف کر دیا۔ اس شخص نے کلمہ پڑھا اور اپنی جان اللہ کے سپرد کر دی۔

ماں کی محبت، ممتا، مقام اور اس کی دعاؤں کی برکتوں کا اندازہ اس واقعے سے بھی لگایا جا سکتا ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ پیش آیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ کے وہ برگزیدہ پیغمبر تھے جو اللہ تبارک تعالیٰ سے گفتگو کیا کرتے تھے۔ اور بڑے آرام سے گفتگو کر لیا کرتے تھے۔ ایک دن وہ اللہ رب العزت سے ہمکلام تھے کہ اچانک ان پر بے تحاشہ خوف طاری ہو گیا۔ ان کے پاؤں کانپنے لگے۔ زبان لڑکھڑانے لگی، انہیں لگا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ سے بات چیت کرنا ان کے بس کی بات نہیں ہے۔ ان پر بے تحاشہ رعب خداوندی طاری ہو گیا۔ انہوں نے اپنی اس کیفیت کا ذکر خداوند کریم سے کیا۔ اور کہا کہ آپ ہمیشہ مجھے شرف کلام بخشتے ہیں، مگر پتہ نہیں آج کیا بات ہے کہ اندر سے میرا دل لرز رہا ہے۔ مجھ پر بے اندازہ خوف طاری ہو گیا ہے۔ تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا؛ اے موسیٰ تجھے معلوم نہیں ہے، آج تیری والدہ کا انتقال ہو گیا، وہ جب تک زندہ تھی تمہارے لیے دعائیں کیا کرتی تھی۔ اس کی دعاؤں کی برکت سے اور اس کی دعاؤں کے فیض سے تجھے اطمینان قلب حاصل تھا اور تو مجھ سے کلام کرتے وقت گھبراتا نہیں تھا۔

یہ ہے ماں کی ہستی، ماں کی دعاؤں کی برکتوں سے راستے کے پہاڑ بھی روئی بن کر اڑ جاتے ہیں۔ راستوں پر بچھے کانٹے پھول بن جاتے ہیں۔ دل میں اطمینان کا بسیرا ہوتا ہے۔ مشکل سے مشکل مصائب میں بھی انسان کے قدم نہیں ڈگمگاتے ہیں۔ مگر جب ماں کا سایہ سر سے اٹھ جاتا ہے تو گویا انسان اندر سے خالی ہو جاتا ہے۔ اس کے سر سے رحمت کا سایہ اٹھ جاتا ہے۔ اور وہ بہت کمزور ہو جاتا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن پاک کی سورہ بنی اسرائیل میں فرمایا ہے کہ؛ ’’ماں باپ میں سے ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہونچ جائیں تو ان کے آگے اف تک نہ کرنا انہیں ڈانٹ ڈپٹ کرنا، بلکہ ہر طرح ان کے احترام کا خیال رکھنا۔‘‘

آپ غور کیجئے کہ عرب کی سرزمین اور تہذیب جہاں عورتوں کی کوئی خاص عزت نہیں تھی، اس سرزمین میں ہمارے نبیؐ مبعوث فرمائے گئے اور پھر آپؐ نے دین اسلام کی تعلیم سے اس پورے علاقے کو تہذیب وتمدن اور اخلاق وکردار کا ایسا سبق پڑھایا کہ خواتین جو بہ حیثیت بیٹی، بیوی، بہن، اور ماں کے کوئی خاص اہمیت نہیں رکھتی تھی ان کے مقام ومرتبے کو کہاں سے کہاں پہونچا دیا۔ سارے رشتوں کے احترام اور حقوق کو اس طرح کھول کھول کر بیان فرما دیا کہ انسانیت کا سر بلند ہو گیا، اور انسان صدیوں کی تاریکی اور ظلمت کی دلدل سے نکل کر نور ایمان کی روشنی میں اشرف المخلوقات کے مرتبے پر فائز ہو گیا۔ اسلام ہی وہ سچا دین ہے جو دنیا وآخرت کو ایک لڑی میں پروتا ہے اور سارے رشتے ناطوں کے، تقدس اور احترام کا درس دیتا ہے۔ جس کی بدولت انسانیت سربلندی حاصل کرتی ہے۔

گــــزارش

اسلامیات کے اس خصوصی صفحہ کے لئے حمدونعت، دینی و اصلاحی مضامین درج ذیل میل پر روانہ فرمائیں۔ شکریہ

islamiat.sahara@gmail.com